اکائی 18 اردو ناول آزادی کے بعد

ساخت

18.1 اغراض و مقاصد
18.2 تمہید
18.3 اردو ناول آزادی کے بعد
18.3.1 آزادی کے بعد اردو ناول کا منظر نامہ
18.3.2 آزادی کے بعد اردو ناول نگاری کا جائزہ
18.4 آپ نے کیا سیکھا
18.5 اپنا امتحان خود لیجیے
18.6 سوالات کے جوابات
18.7 فرہنگ
18.8 کتب برائے مطالعہ

18.1 اغراض و مقاصد

اس اکائی میں آپ

- آزادی کے بعد کے حالات سے واقف ہو سکیں گے
- آزادی کے بعد ناول کے موضوعات و مسائل سے واقف ہوں گے
- آزادی کے بعد لکھے گئے اردو ناولوں سے متعارف ہوں گے
- آزادی کے بعد کے اہم ناولوں کی تفصیل سے آگاہ ہو سکیں گے

18.2 تمہید

ہندوستان کی تاریخ میں آزادئ ہند کو انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ اس آزادی نے ہندوستانی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ ہندوستانی تہذیب و معاشرت، دل و دماغ اور انداز فکر کو نئی جہت عطا کی۔ آزادی نے ہندوستان میں ایک نئے نظام حیات کو فروغ دیا جس کے سبب جاگیردارانہ نظام کو اپنے آخری دن دیکھنے پڑے۔ قدیم قدروں کی بنیادیں متزلزل ہوئی اور نئی قدروں نے پنپنا شروع کیا۔ تقسیم ملک کے حادثے نے پورے معاشرے کو بھیانک اور خوفناک حالات سے دوچار کیا۔ کشت و خون کی ہولی کھیلی گئی۔ انسانیت نے مصیبتیں جھیلیں مگر پھر زندگی نے رفتار بھی پکڑی۔ نظریات و روایات کے معانی تبدیل ہوئے اور قدیم و جدید اقدار میں ٹکراؤ نے انسانی جذبات و محسوسات کو نیا رنگ و روپ عطا کیا۔ ادبا و شعرا نے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کو اپنی تخلیقات کا موضوع بنایا اور اس عہد کی عکاسی میں اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو صرف کیا۔ اس سے پہلے سبق

میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح ہمارے ادیبوں نے تقسیم وطن کے بعد پیدا ہونے والے منظر نامے کو اپنی تحریروں میں جگہ دی ہے۔ تقسیم ہند کو موضوع بنانے والے ناولوں کا مطالعہ ہم پچھلے سبق میں کر چکے ہیں اس لیے اس سبق میں ہم آزادی کے بعد لکھے گئے اہم ترین ناولوں پر اپنی گفتگو مرکوز رکھیں گے۔

18.3 اردو ناول آزادی کے بعد

18.3.1 آزادی کے بعد اردو ناول کا منظر نامہ

آزادی کے بعد کے مشہور ناول نگاروں کی اگر فہرست سازی کی جائے تو ان میں عزیز احمد، کرشن چندر، عصمت چغتائی، رامانند ساگر، احسن فاروقی، اختر اورینوی، قرۃ العین حیدر، شوکت صدیقی، ممتاز مفتی، جمیلہ ہاشمی، راجندر سنگھ بیدی، خدیجہ مستور، عبداللہ حسین، رضیہ فصیح احمد، قاضی عبدالستار، انتظار حسین، عبداللہ حسین، جوگندر پال بانو قدسیہ، انیس ناگی وغیرہ کے نام سامنے نظر آتے ہیں۔ اس نسل کے بعد ناول نگاروں کی جو کھیپ سامنے آئی اور جنھوں نے آزادی کے بعد اردو ناول کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ان میں شفق، عبدالصمد، غضنفر، پیغام آفاقی، حسین الحق، سید محمد اشرف، علی امام نقوی، گیان سنگھ شاطر، مظہر الزماں خاں، الیاس احمد گدی، شموئل احمد، مشرف عالم ذوقی، شمس الرحمٰن فاروقی، مستنصر حسین تارڑ، مرزا اطہر بیگ، محمد عاصم بٹ وغیرہ اہم ہیں۔ ان میں سے بعض کا قلم اب بھی جوان ہے۔

بلاشبہ آزادی کے بعد ناول کی صنف کو اعتبار ملا۔ 1947 میں آزادی کے ساتھ ساتھ تقسیم کا سانحہ پیش آنے کے سبب ابتدائی برسوں میں اس کے اثرات اردو ناول پر نظر آتے ہیں۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں آزادی کے بعد لکھے گئے ناولوں کا ایک حصہ ایسا ہے جس میں تقسیم ہند سے پہلے اور بعد کے چند برسوں میں پیش آنے والے فسادات، اس کے نتیجے میں انسانی زندگی کو درپیش پریشانیاں، ٹوٹتی بکھرتی گنگا جمنی تہذیب، ثقافتی قدروں اور سماجی تانے بانے کے بکھراؤ کی تصویر کشی ملتی ہے۔ (اس سے پہلے سبق میں ہم نے ایسے ہی ناولوں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ اس لیے یہاں ہم ان ناولوں سے صرف نظر کرنے کی کوشش کریں گے۔) تاہم رفتہ رفتہ سماجی زندگی، قوم و ملک کی سیاسی صورت حال، قدیم تہذیب کی مٹتی ہوئی قدریں، ماضی کے تاریک و روشن پہلو ہماری ناولوں کا حصہ بننے لگے اور اس صنف میں سماجی، تہذیبی اور سیاسی زندگی کی ایسی تصویریں کھینچی گئیں جن میں معاشرتی کرب و انبساط، دکھ سکھ، طرز زندگی، انداز فکر اور بدلتی ہوئی نفسیات کی حقیقت پسندانہ جھلک نظر آتی ہے۔ موضوعاتی سطح پر آنے والی تبدیلیوں نے اسلوب فن میں بھی نئے پن کو راہ دی۔ کرداروں کے بدلتے مزاج اور رویے کی شناخت ان ناولوں کے بیانیے میں آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ نور الحسن صدیقی نے بجا لکھا ہے:

> ''ہیئت اور طرز فکر یا زندگی کے مختلف پہلوؤں سے جدید انسان کے مخصوص ذہنی اور جذباتی روابط میں تبدیلیوں سے قطع نظر زمان و مکان کے تصور اور کردار نگاری کے عام معیاروں میں تبدیلیاں بھی 1947 کے بعد کے ناولوں میں نمایاں ہوئی ہیں۔ اس تصور نے کہ وقت ایک اکائی ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا، پلاٹ کے تصور کو یکسر بدل دیا۔ اسی کے ساتھ کردار نگاری کا روایتی انداز بھی ختم ہو گیا۔''

بحوالہ ماہنامہ آج کل، دہلی، پبلی کیشنز ڈویژن، نئی دہلی، جون 1972

18.3.2 آزادی کے بعد اردو ناول نگاری کا جائزہ

ایک مختصر سے سبق میں آزادی کے بعد لکھے گئے سبھی ناولوں کا جائزہ لینا مشکل ہے۔ تاہم ذیل میں ہم آزادی کے بعد شائع ہونے والے اہم ناولوں کے بارے میں گفتگو کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

عزیز احمد کا شمار اردو ادب کے صف اول کے تخلیق کاروں میں ہوتا ہے۔ ان کے چھ ناول اور تین ناولٹ ہوس، مرمر اور خون، آگ، مثلث، گریز، ایسی بلندی ایسی پستی اور جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں شائع ہوئے۔ ان میں بیشتر کی اشاعت آزادی کے بعد ہوئی ہے۔ آخر الذکر تینوں ناولوں پر خوب بحثیں ہوئیں۔ عزیز احمد کا امتیازی وصف یہ رہا کہ ان کے یہاں موضوعات میں تنوع ہے۔ کارل مارکس کے اشترا کی نقطہ نظر، فرائڈ کی نفسیاتی تحلیل اور اسلامی نقطۂ نظر نے ان کے فکر و خیال کو نئی بلندی عطا کی۔ ان کا رنگ اپنے متقدمین سے الگ نظر آتا ہے۔

آزادی کے بعد اردو ناول کی تاریخ میں قرۃ العین حیدر امتیازی شناخت رکھتی ہیں۔ انہوں نے اردو ناول کو فکری بلندی، فنی رفعت اور فلسفیانہ گہرائی و گیرائی سے روشناس کرایا ہے۔ ان کے یہاں فکر و فلسفے کا متناسب امتزاج نظر آتا ہے۔ انہوں نے آٹھ ناول تحریر کیے۔

قرۃ العین حیدر کا پہلا ناول ''میرے بھی صنم خانے'' ہے۔ بعض نقادوں نے اسے آٹو بائیگرافیکل کہا ہے تو کچھ نے اسے 'فیملی ساگا' کا نام دیا ہے۔ اس ناول کا تانا بانا اودھ کے ایک بڑے زمیندار گھرانے کے اردگرد بنا گیا اور غیر منقسم ہندوستان کی جنگ آزادی کے آخری دور سے لے کر تقسیم ہند کے فوراً بعد آزادی کے ابتدائی عہد تک کے ماحول کو پیش کیا گیا ہے۔ 'سفینۂ غم دل' قرۃ العین حیدر کا دوسرا اہم ناول ہے۔ اس ناول کا ماحول و معاشرہ اور باشندے سب کچھ پہلے ناول جیسے ہی ہیں۔

'آگ کا دریا' آزادی کے بعد شائع ہونے والا اہم ناول ہے۔ اس ناول کا پلاٹ ہندوستان کی ڈھائی ہزار سالہ تاریخ کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے جس میں قدیم عہد کا سراغ لگانے سے لے کر جدید عہد تک کی ترجمانی ملتی ہے۔ ناول کا آغاز ٹی ایس ایلیٹ کی نظم The Waste Land سے ہوتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ وقت ایک آگ کا دریا ہے جس کے سامنے بنی نوع انسان ایک کمزور، بے بس تنکے کی مانند ہے۔ قرۃ العین حیدر کا یہ ناول چوتھی صدی کے ہندوستان کے تاریخی پس منظر سے 1947 تک کا سفر طے کرتا ہے۔ اور اس پورے عرصے میں وقت کا جبر اپنی پوری قوت کے ساتھ موجود ہے۔ ناول نگار نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ وقت ایک خوفناک آندھی ہے یا پھر ایسی قوت ہے جس کی زد میں آنے والے تہہ و بالا اور تباہ و برباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ الغرض یہ کہ 'آگ کا دریا' کا کینوس انتہائی وسیع اور اس کی ہیئت و تکنیک منفرد اور تخیل آفریں ہے۔ ہندوستان کی ڈھائی ہزار سال کی تاریخ و تہذیب اور اس کے سماجی، سیاسی، ثقافتی، معاشرتی، مذہبی اور تہذیبی پہلوؤں کا اتنا وسیع، تفصیلی، دلچسپ اور بصیرت افروز مطالعہ ہمیں کسی اور ناول میں نہیں ملتا۔

قراۃ العین حیدر کا ایک اور اہم ناول 'آخر شب کے ہم سفر' ہے۔ یہ وہ ناول ہے جس پر قرۃ العین حیدر کو ہندوستان کا سب سے بڑا ادبی اعزاز گیان پیٹھ ایوارڈ ملا۔ وقت کی بالادستی، انسانی خوابوں، امیدوں اور آرزوؤں کی

شکست و ریخت اس ناول کا بنیادی موضوع ہے۔ ناول کا پس منظر بنگال میں کمیونسٹ تحریک کا آغاز و انجام ہے۔اس ناول میں قرۃ العین حیدر کا فن اپنے کمال کو چھوتا ہوا نظر آتا ہے۔منظر کشی،مکالمہ نگاری،زبان و اسلوب یا پھر کرداری نگاری؛ جس بھی پہلو کو دیکھیں تو فن ناول نگاری پر قرۃ العین حیدر کی دسترس کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔

قرۃ العین حیدر کا ناول 'کار جہاں دراز ہے' تین حصوں پر مشتمل ہے۔ یہ ایک سوانحی ناول ہے۔اس میں انہوں نے اپنی زندگی کے کئی ذاتی گوشوں پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔'گردش رنگ چمن' قرۃ العین حیدر کے مقبول ناولوں میں شمار کیا جاتا ہے۔یہ ایک نیم دستاویزی ناول ہے اور قدیم و جدید کے درمیان کشمکش اس کا موضوع ہے۔قرۃ العین حیدر کا آخری ناول 'چاندنی بیگم' ہے۔ انسانی زندگی کے نشیب و فراز، رنج و غم،امیدیں، امکانات، وقت اور اس کی زد میں آکر رنگ بدلنے والی انفرادی و اجتماعی زندگی،انسانی آرزوؤں اور تمناؤں کی بے ثباتی ناول کے موضوعات ہیں۔ یہ ناول کولاژ کی تکنیک میں لکھا گیا ہے۔قرۃ العین حیدر نے اپنے ادبی سفر میں کئی ناول اور ناولٹ تحریر کیے جن میں بیشتر وقت کے جبر، انسان کی بے چارگی، تنہائی، ہجرت، جلاوطنی، احساس ناکامی اور خواتین کے مقدر و حالات کو موضوع بنایا۔البتہ جو مقبولیت اور پہچان 'آگ کا دریا' کو ملی، وہ کسی اور ناول کے حصے میں نہیں آئی۔

عصمت چغتائی نے افسانہ نگاری کے ساتھ ساتھ ناول نگاری کی طرف بھرپور توجہ دیا اور اپنے ادبی سفر کے دوران انہوں نے تقریباً دس طویل و مختصر ناول تحریر کیے ہیں۔عصمت کے پہلے دو ناول 'ضدی' 1940 اور 'ٹیڑھی لکیر' 1944 کی اشاعت آزادی سے قبل ہو چکی تھی۔آزادی کے بعد عصمت کا تیسرا ناول 'معصومہ' منظر عام پر آیا اس کی اشاعت 1961 میں ہوئی۔معصومہ بمبئی کے ماحول پر لکھا گیا ناول ہے جس میں ایک معصوم لڑکی کی تباہی و بربادی کی داستان رقم ہے۔اس میں فلمی دنیا کے افراد، فلم نگری کے کارنامے اور سرمایہ داروں کی ذہنی و فکری عکاسی ملتی ہے۔عصمت نے بمبئی کی زبان اور فلمی ماحول کی اچھی عکاسی کی ہے۔ساتھ ہی ساتھ اس ناول میں مسلمان متوسط طبقے کی معاشی و اقتصادی زبوں حالی کا بیان بھی نہایت عمدگی سے کیا گیا ہے۔عصمت نے اس ناول میں عورت کی بے بسی اور مجبوری کا فائدہ اٹھانے والے باثروت افراد پر طنز اور ان کے خلاف احتجاج کیا ہے۔اس ناول میں فکری و فنی کی پختگی کا احساس بھی ہوتا ہے کیونکہ اس میں جذباتیت کے ساتھ ساتھ بالغ نظری کا عنصر بھی ملتا ہے۔دولت، شہرت، عزت، خوراک اور جنس کی بھوک کو ناول کے پلاٹ میں بخوبی پیش کیا گیا ہے اور یہ بتانے کی سعی کی گئی ہے کہ انسانی نفسیات کے بیشتر خرابیوں کا سبب بھوک ہے۔

'دل کی دنیا' ایک سماجی ناول ہے۔اس ناول میں جنسی جذبات اور ضروریات کا بیان خوب ہوا ہے۔عصمت چغتائی کا ایک اور ناول 'باندی' ہے۔ یہ ناول سماجی موضوع پر ہے اور اس میں نوابوں کے عہد کی تصویر کشی کی گئی ہے جہاں عورت کا وجود نوابوں کی جنسی تسکین اور ان کی خدمت گزاری کرنا تھا۔اس ناول میں غریبوں کی زندگی کے مختلف مناظر اور باثروت و مالدار لوگوں کی پرتعیش زندگی کے رنگا رنگ نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں جس سے سماج میں عدم مساوات کی لکیریں واضح ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔عصمت کا ایک ناول 'سودائی' ہے جو 1964 میں منظر عام پر آیا۔ یہ ایک کمرشیل ناول ہے کیونکہ اسے فلمی تقاضوں کو ذہن میں رکھ کر تحریر کیا گیا تھا۔یہی نہیں بلکہ تحریری طور پر شائع ہونے سے قبل اس پر ایک فلم 'بزدل' بن چکی تھی۔

'جنگلی کبوتر' عصمت کا ایک نفسیاتی ناول ہے۔اس میں انہوں نے مرد و عورت نیز میاں بیوی کی نفسیاتی کشمکش کو پیش کرنے میں انتہائی فنکاری کا مظاہرہ کیا ہے۔'ایک قطرہ خون' 1975 میں منظر عام پر آیا۔ یہ عصمت کا ایک

دلچسپ اور انوکھا ناول ہے۔ یہ ناول کربلا کے واقعات پر مشتمل ہے۔ کربلا کی کہانی عصمت نے میر انیس کے مرثیوں سے اخذ کی ہے اور ان تمام تاریخی واقعات کو ناول کے پیرایۂ بیان میں رقم کر دیا ہے۔ مختلف مرثیوں میں کربلا کے واقعات ملتے ہیں البتہ یہاں ان واقعات میں ایک تسلسل نظر آتا ہے۔ اسی لیے قاری اس ناول میں حد درجہ دلچسپی محسوس کرتا ہے۔

آزادی کے بعد منظر عام پر آنے والے ناولوں میں ایک ناول 'شام اودھ' ہے جس کے خالق احسن فاروقی ہیں۔ یہ ناول اودھ کی زوال آمادہ تہذیب اور قدروں کو بیان کرتا ہے۔ ناول مکالماتی اسلوب میں ہے اور ناول کے تمام صفحات پر ہمدردیوں اور حسرتوں کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں۔ ناقدین فن نے اس ناول کو خوب سراہا ہے۔ اسلم آزاد نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ 'شام اودھ سرشار کے ناولوں کے بعد پہلا ناول ہے جس میں اس مذکورہ معاشرت کی حسین مصوری کی گئی ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔' احسن فاروقی نے کئی اور ناول لکھے۔ 'ماشاء اللہ سے ایم اے تک'، 'زلفیں اور زنجیریں'، 'سنگم'، 'آبلہ دل کا'، 'دل کے آئینے میں'، 'رہ و رسمِ آشنائی' وغیرہ ان کے اہم ناولوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

اختر اورینوی ہمارے مایہ ناز افسانہ نگاروں میں شامل ہیں۔ انہوں نے ایک ناول 'حسرت تعمیر' کے نام سے لکھا ہے جس میں انہوں نے زندگی کی مسرتوں اور محرومیوں، زندگی کی تبدیلیوں اور عہد و سماج کے متعدد رنگ کو انتہائی دلچسپ انداز میں پیش کیا ہے۔

'علی پور کا ایلی' آزادی کے بعد شائع ہونے والے اہم ناولوں میں شامل ہے۔ یہ ایک طویل ناول ہے مگر اس ناول میں دلچسپی کے تمام عناصر موجود ہیں۔ اس ناول میں ممتاز مفتی نے ایک متوسط مسلمان گھرانے کی نفسیاتی کیفیات، جنسی معاملات اور جذباتی الجھنوں کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اردو فکشن کی تاریخ میں اس ناول کی اپنی حیثیت ہے۔

راجندر سنگھ بیدی نے بیشمار افسانے تحریر کیے اور ساتھ ہی ایک مختصر سا ناول بھی لکھا۔ ان کا پہلا اور آخری ناول 'ایک چادر میلی سی' (1962) ہے۔ یہ پنجاب کے نچلے طبقے کے ایک گھرانے کی زندگی کو پیش کرتا ہے جس میں پنجاب کا معاشرہ اور اس کی سماجی کیفیات و روایات کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ رانو اور تلوکہ کی متاثر کن کردار سازی ناول پڑھنے کے بعد برسوں ذہن میں محفوظ رہتی ہے۔

بلونت سنگھ کا ناول 'رات، چور اور چاند' 1961 میں شائع ہوا۔ اس ناول میں بھی پنجاب کی ہی زندگی پیش کی گئی تھی۔ ملک کے سیاسی حالات، پنجاب کی معاشرتی زندگی، کسانوں کی حالت اور تعلیم و تہذیب سے ناواقف سماج میں عورتوں کی حالت زار کو اس ناول میں محسوس کیا جا سکتا ہے۔ کالے کوس، عورت اور آبشار، ایک معمولی لڑکی بھی بلونت سنگھ کے ناول ہیں جن کی اشاعت آزادی کے بعد ہوئی۔ ان میں کالے کوس کو بطور خاص ہندی میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

آزادی کے بعد جن مصنفین کے کئی ناول شائع ہوئے ان میں سرفہرست نام کرشن چندر کا ہے۔ انہوں نے چالیس سے زائد ناول تحریر کیے۔ آزادی سے قبل ان کا پہلا ناول شکست 1943 میں شائع ہو چکا تھا۔ جب کھیت جاگے، طوفان کی کلیاں، دل کی وادیاں سو گئیں، آسمان روشن ہے، باون پتے، ایک گدھے کی سرگذشت، ایک عورت ہزار دیوانے، غدار، سڑک واپس جاتی ہے، میری یادوں کے چنار، گدھے کی واپسی، بور بن کلب،

ایک وائلن، سمندر کے کنارے اور مٹی کے صنم وغیرہ آزادی کے بعد شائع ہوئے جن میں بعض بہت مقبول ہوئے۔

جب کھیت جاگے خالص سیاسی فضا رکھنے والا ناول ہے جو کسانوں کے سماج کو پیش کرتا ہے۔ وہ کسان جو برسوں سے دولت مند افراد کے استحصال کا شکار ہیں۔ اس ناول کا پس منظر آندھرا پردیش کا وہ خطہ ہے جسے تلنگانہ کہتے ہیں۔ کرشن چندر نے اپنے زیادہ تر ناولوں میں کشمیر کے مسائل کو پیش کیا ہے۔ 'طوفان کی کلیاں' میں بھی کشمیر کے مسائل پر خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ اعلیٰ طبقہ متوسط طبقے پر کس طرح ظلم کرتا ہے، مرد عورتوں پر کتنے مصائب نازل کرتا ہے، کسانوں کی بغاوت، ہندوستان کی آزادی اور تقسیم ہند جیسے موضوعات اس ناول میں پیش کیے گئے ہیں۔ 'ایک عورت ہزار دیوانے' خانہ بدوشوں کی روز مرہ زندگی کو موضوع بنایا ہے اور ممبئی کے نچلے طبقے کی زندگی پیش کی۔ ایک گدھے کی سرگزشت کرشن چندر کے چند اچھے ناولوں میں شمار ہوتا ہے۔ بظاہر یہ ایک مزاحیہ ناول ہے تاہم اس میں ہندوستانی سماج کے ہر طبقے کی ذہنی افتاد اور ہندوستانی سماج کے کرداروں کی عمومی ذہنی کیفیت کو انتہائی دلچسپ ڈھنگ سے پیش کیا گیا ہے۔

قاضی عبدالستار کے کئی ناول آزادی کے بعد منظر عام پر آئے جن میں شب گزیدہ بہت مشہور ہے۔ اس ناول کے سلسلے میں گزشتہ سبق میں ہم پڑھ چکے ہیں۔ اس میں اودھ میں جاگیردارانہ نظام کے خاتمے کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال کو پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح ان کے ناول 'پہلا اور آخری خط' میں بھی جاگیردارانہ نظام کی نام نہاد تہذیب کی انتہائی دلچسپ عکاسی کی گئی ہے۔ قاضی عبدالستار نے تاریخی ناول کے میدان میں کئی اہم اضافے کیے۔ داراشکوہ، صلاح الدین ایوبی، غالب، خالد بن ولید وغیرہ ان کے اہم تاریخی ناول ہیں۔

علیم مسرور کا ناول 'بہت دیر کردی' کا ذکر یہاں ضروری ہے۔ ناول نگار نے یہاں طوائف کی وہ شکل پیش کی ہے جو امراؤ جان ادا یا اس جیسی طوائفوں سے بالکل الگ ہے۔ اس ناول میں بدلتی قدروں، نفسیاتی الجھنوں، رسم و رواج اور ممبئی شہر کی معاشی دشواریوں کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

آزادی کے بعد منظر عام پر آنے والے ناولوں میں جیلانی بانو کا ناول 'ایوان غزل' ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس ناول میں عصری ماحول اور تغیر آمادہ ادبی اقدار و روایات کے مختلف پہلوؤں سے آشنائی ہوتی ہے۔ اس ناول میں ہندوستانی تہذیب و ثقافت اور تمدنی زندگی کے ان گنت رنگوں کو خوش اسلوبی سے پیش کیا گیا۔ اس ناول کے زبان و بیان کی چاشنی قاری کی دلچسپی میں اضافے کا باعث ہے۔

آزادی کے بعد صالحہ عابد حسین کے بھی کئی ناول آئے۔ عذرا، آتش خاموش، راہ عمل اور اپنی اپنی صلیب ان کے اہم ناولوں میں سے ہیں۔ ان کے بیشتر ناولوں میں متوسط طبقے کی معاشرتی زندگی کو پیش کیا گیا ہے۔ زبان و بیان کی سادگی ان کے ناولوں کی کامیابی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

انتظار حسین نے کئی اہم ناول لکھے جن کی اشاعت آزادی کے بعد ہوئی ہے۔ آگے سمندر ہے، بستی اور چاند گہن ان کے مشہور ناول ہیں۔ بانو قدسیہ کا ناول 'راجہ گدھ' آزادی کے بعد شائع ہونے والے اہم ترین ناولوں میں شامل ہے۔ جوگندر پال کا ناول 'نادید' بھی اسی صف میں شامل ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ناول ایسے ہیں جن کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ شوکت صدیقی (خدا کی بستی)، عبداللہ حسین (اداس نسلیں)،

جمیلہ ہاشمی (تلاش بہاراں)، خدیجہ مستور (آنگن) وغیرہ کے سلسلے میں ہم گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ اکیسویں صدی میں بھی ہندوستان اور پاکستان میں بہت سے اہم ناول شائع ہوئے ہیں۔ کئی چاند تھے سر آسماں، آخری سواریاں، میرواہ کی راتیں، دو یہ بانی، مہاماری، برف آشنا پرندے، پلیتہ، لے سانس بھی آہستہ، روحزن، نولکھی کوٹھی، انارکلی، نیلی بار، جندر وغیرہ ایسے ناولوں میں شامل ہیں جو اکیسویں صدی میں شائع ہوئے اور قارئین کے درمیان موضوع بحث ہیں۔

بلاشبہ آزادی کے بعد تحریر کیے گئے ناولوں کی ایک طویل فہرست ہے ان سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ البتہ یہاں یہ عرض کرنا مناسب ہے کہ گرچہ ان میں سے بہت سے ناولوں میں زندگی کو اس تمام تر وسعتوں اور پہنائیوں کے ساتھ سمیٹنے کی کوشش نہ کی گئی ہو تاہم صنف ناول کی جانب مصنفین کی توجہ یہ بتاتی ہے کہ اردو ناول کا مستقبل تابناک ہے۔ بقول پروفیسر وقار عظیم

> "تقسیم کے بعد اردو میں جتنے ناول لکھے اور چھاپے گئے ہیں انہیں دیکھ کر آسانی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ناول ہمارے ادب میں موجودہ دور کی سب سے مقبول صنف ہے گو اس مقبول صنف کو بہت کم لکھنے والوں نے اس سنجیدگی اور انہاک کا مستحق جانا جس کے بغیر معتبر ادبی وفنی تخلیقات عظیم نہیں بنتیں، لیکن اس کثرت اور بے توجہی میں بھی جا بجا جواہر ریزے چمک جاتے ہیں کہ ناول کو اردو میں بھی مستقبل کی صنف کہے بغیر چارہ نہیں۔"
>
> پروفیسر وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، ص 147

18.4 آپ نے کیا سیکھا

اس اکائی میں آپ

- آزادی کے بعد کے حالات سے واقف ہوئے
- آزادی کے بعد اردو ناول کے موضوعات ومسائل سے واقف ہوئے
- آزادی کے بعد لکھے گئے اردو ناولوں سے متعارف ہوئے
- آزادی کے بعد شائع ہونے والے اہم ترین ناولوں کی تفصیل سے واقف ہوئے

18.5 اپنا امتحان خود لیجیے

1 آزادی کے بعد کے چند مشہور ناول نگاروں کے نام بتائیے۔

2 آزادی کے فوراً بعد کے برسوں میں اردو ناولوں میں کن موضوعات کو زیادہ پیش کیا گیا؟

3 'آخر شب کے ہم سفر' کے بارے میں اپنی معلومات درج کیجیے۔

4 'شام اودھ' کے مصنف کا نام بتائیے اور اس کے موضوع کی وضاحت کیجیے۔

5 قاضی عبدالستار کے چند تاریخی ناولوں کا نام بتائیے۔

6 اکیسویں صدی میں منظر عام پر آنے والے چند اہم ناولوں کے نام بتائیے۔

18.6 سوالات کے جوابات

1 آزادی کے بعد کے مشہور ناول نگاروں میں عزیز احمد، کرشن چندر، عصمت چغتائی، رامانند ساگر، احسن فاروقی، اختر اورینوی، قرۃ العین حیدر، شوکت صدیقی، ممتاز مفتی، جمیلہ ہاشمی، راجندر سنگھ بیدی، خدیجہ مستور، عبداللہ حسین، رضیہ فصیح احمد، قاضی عبدالستار، انتظار حسین، عبداللہ حسین، جوگندر پال، بانو قدسیہ، انیس ناگی وغیرہ کے نام اہم ہیں۔

2 آزادی کے بعد ابتدائی برسوں میں لکھے گئے ناولوں کا ایک حصہ ایسا ہے جس میں تقسیم ہند سے پہلے اور بعد کے چند برسوں میں پیش آنے والے فسادات، اس کے نتیجے میں انسانی زندگی کو درپیش پریشانیاں، ٹوٹتی بکھرتی گنگا جمنی تہذیب، ثقافتی قدروں اور سماجی تانے بانے کے بکھراؤ کی تصویر کشی ملتی ہے۔

3 'آخر شب کے ہم سفر' قراۃ العین حیدر کا اہم ترین ناول ہے۔ یہ وہ ناول ہے جس پر قرۃ العین حیدر کو ہندوستان کا سب سے بڑا ادبی اعزاز گیان پیٹھ ایوارڈ ملا۔ وقت کی بالا دستی، انسانی خوابوں، امیدوں اور آرزوؤں کی شکست و ریخت اس ناول کا بنیادی موضوع ہے۔ ناول کا پس منظر بنگال میں کمیونسٹ تحریک کا آغاز و انجام ہے۔ اس ناول میں قرۃ العین حیدر کا فن اپنے کمال کو چھوتا ہوا نظر آتا ہے۔

4 ناول 'شام اودھ' کے خالق احسن فاروقی ہیں۔ یہ ناول اودھ کی زوال آمادہ تہذیب اور قدروں کو بیان کرتا ہے۔ ناول مکالماتی اسلوب میں ہے اور ناول کے تمام صفحات پر ہمدردیوں اور حسرتوں کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں۔

5 قاضی عبدالستار نے تاریخی ناول کے میدان میں کئی اہم اضافے کیے۔ داراشکوہ، صلاح الدین ایوبی، غالب، خالد بن ولید وغیرہ ان کے اہم تاریخی ناول ہیں۔

6 اکیسویں صدی میں بھی ہندوستان اور پاکستان میں بہت سے اہم ناول شائع ہوئے ہیں۔ کئی چاند تھے سر آسماں، آخری سواریاں، میرواہ کی راتیں، دویہ بانی، مہاماری، برف آشنا پرندے، پلیتہ، لے سانس بھی آہستہ، روحزن، نولکھی کوٹھی، انارکلی، نیلی بار، جندر وغیرہ ایسے ناولوں میں شامل ہیں جو اکیسویں صدی میں شائع ہوئے۔

18.7 فرہنگ

لفظ	معنی
متزلزل	ڈگمگانے والا، جنبش کرنے والا، لرزاں، کانپنے والا
کشت وخون	خوں ریزی، قتل وغارت گری
نفسیاتی تحلیل	ذہنی مریض کے خیالات کے سلسلے کا غائر مطالعہ جس سے نفسی پیچیدگی کا پتہ چلایا جا سکے، تحلیل نفسی
متقدمین	پہلے زمانے کے لوگ، دور اول سے تعلق رکھنے والے، وہ لوگ جو پہلے گزر چکے

متناسب	باہم نسبت رکھنے والا، صحیح تناسب رکھنے والا، ایک دوسرے کے لیے مناسب
امتزاج	اختلاط، میل محبت اور اتحاد، دو یا زیادہ چیزوں کی ترکیب یا آمیزش، مل کر ایک جگہ ہو جانا
ساگا	وہ مقبول کہانی ہے جس کے پیچھے قومی تخیل کو تحریک دینے والا کوئی تاریخی واقعہ موجود ہو
زبوں حالی	خستہ حالی، معاشی طور پر گری ہوئی حالت، مفلسی
خامہ فرسائی	اپنے خیالات کو ضبط تحریر میں لانا، لکھنا، تحریر کرنا
سرگزشت	آپ بیتی، سوانح عمری، حالات زندگی، بیتا ہوا واقعہ، حال احوال

18.8 کتب برائے مطالعہ

1۔ اسلم آزاد — آزادی کے بعد اردو ناول — ڈی لکس پریس، نئی دہلی — 1993

2۔ عقیل احمد — اردو ناول اور تقسیم ہند — ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، دہلی — 1987

3۔ ڈاکٹر خالد اشرف — برصغیر میں اردو ناول — ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی — 1994

4۔ ڈاکٹر یوسف سرمست — بیسویں صدی میں اردو ناول — ترقی اردو بیورو، نئی دہلی — 1995

ignou
THE PEOPLE'S
UNIVERSITY